موضوع احادیث کے متعلق چند سوالات

(۱) اگر کسی اتفاقی موضوع حدیث میں کوئی مجرب عمل، دعاء، علاج کا ذکر ہو اور وہ عمل خلاف شرع بھی نہ ہو، تو اگر کوئی بندہ اس موضوع حدیث کو موضوع قرار دے، پھر اس مجرب عمل پر صرف بطور مجرب عمل، دعا، علاج عمل کرنا چاہے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کن شرائط وضوابط کے ساتھ؟

(۲) موضوع حدیث کیا اسکے موضوع ہونے کی تصریح کے علاوہ دوسرے مقاصد کے لئے بیان کیا جا سکتا ہے؟ ملفوظات فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے قسط ۹ کے صفحہ ۲۹ پر یہ بات درج ہے: "ان سب سے ادنیٰ وہ روایت ہیں جو تاریخ سے متعلق ہیں ان میں تو بعض دفعہ موضوع روایات بھی نقل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ حسن المحاضرۃ فی اختیار اصول المناظرۃ میں ایسی روایات بیان کر دیتے ہیں کہ جن کو خود انہوں نے موضوع کہا ہے۔ خود ہی موضوع کہہ رہے ہیں اور خود ہی کتاب میں نقل بھی کر رہے ہیں۔ جہاں اس کو موضوع کہہ دیا ہے وہیں اس سے استدلال بھی کیا ہے۔ اس لئے ہر جگہ کی روایات پر یکساں حکم لگا دینا غلط ہے۔" کیا مندرجہ بالا درست ہے کہ موضوع روایات سے تاریخ میں استدلال کیا جا سکتا ہے؟ موضوع حدیث جب حضور ﷺ کی حدیث ہی نہیں ہے تو اس پر کسی حالت میں عمل جائز ہو سکتا ہے؟

(۳) کوئی موضوع حدیث اصل عام کے تحت داخل ہو تو عمل اس اصل عام پر ہو گا یا اس موضوع حدیث پر؟

ضرب رواه من كان معروفا بوضع الحديث والكذب فيه، فهذا الضرب لايكون مستعملا فی شئ من أمور الدين إلا على وجه التبيين (دلائل النبوة للبيهقي ۱/۳۳)

(وأما الموضوع) أي المكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو محرم إجماعا، بل قال بعضهم: إنه كفر. قال عليه الصلاة والسلام: من قال علي ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار. ط. قوله: (بحال) أي ولو في فضائل الأعمال. قال ط: أي حيث كان مخالفا لقواعد الشريعة، وأما لو كان داخلا في أصل عام فلا مانع منه لا لجعله حديثا بل لدخوله تحت الأصل العام، اه تأمل. قوله: (إلا إذا قرن) أي ذلك الحديث المروي ببيانه أي بيان وضعه (رد المحتار على الدر المختار ۱/۲۵۳)

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت مولانا یونس جونپوریؒ فرماتے ہیں: بندہ کے خیال میں علامہ طحاوی کا کلام صحیح نہیں ہے اس لئے کہ جب موضوع روایت حضور ﷺ کی حدیث ہی نہیں ہے تو اس پر عمل کیسے جائز ہو سکتا ہے اور اگر وہ اصل عام کے تحت داخل ہے تو عمل اس عام پر ہو گا نہ کہ اس باطل موضوع روایت پر، غالباً علامہ شامی نے فتامل سے اسی طرف اشارہ کیا ہے (نوادر الحدیث، ص ۱۶۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا ومسلما

موضوع حدیث پر عمل کرنا اور اس سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرات محدثین مختلف وجوہات کی بناء پر موضوع احادیث نقل فرماتے ہیں، سب سے اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ وہ موضوع ہے۔ حضرت شیخ مولانا محمد یونس جونپوری رحمہ اللہ کا ارشاد درست ہے کہ اگر کسی موضوع حدیث میں کوئی عمل وارد ہو، جو کسی اور دلیل یا اصل عام سے ثابت ہو، تو اسپر عمل کیا جا سکتا ہے، اس دلیل یا اصل عام کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اسکا اس موضوع روایت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی یہ

کہا جائیگا کہ اس حدیث موضوع پر عمل کیا گیا۔ حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب تحریر فرماتے ہیں: "جب موضوع روایات بنانا اور ان کا نقل کرنا جائز نہیں ہے تو ان پر عمل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟" (الیواقیت الغالیہ، جلد ۲، صفحہ ۳۰۵)۔

اسی طرح اگر حدیث موضوع میں کوئی عمل یا ورد یا علاج وارد ہو، اور وہ شریعت کے مخالف نہ ہو، تو فی نفسہ اس عمل یا ورد یا علاج کو اپنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ آدمی کی نیت اس حدیث پر عمل کرنا نہ ہو، اور نہ ہی اسکے فعل سے یہ ایہام ہوتا ہو۔ البتہ اس سلسلہ میں احتیاط ضروری ہے بالخصوص عوام کیلئے، اسلئے کہ اکثر و بیشتر ہوتا یہ ہے کہ لوگ موضوع روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی اس عمل یا ورد یا علاج کو اپناتے ہیں، اسکو فی الجملہ ثابت سمجھتے ہیں، اور اگر اس روایت میں کوئی فضیلت وارد ہوئی ہو تو اسکا اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔

قال ابن عابدين في رد المحتار (٢/١٧١): ويمنع التوثق بذلك الخط إجماعهم على حرمة العمل بالحديث الموضوع، انتهى. وقال السخاوي في شرح الألفية (١/٣٣٣): (وعنه نضرب) أي نعرض عنه فلا نحتج به، بل ولا نعمل به، ولا في الفضائل مؤاخذة له بإقراره، انتهى. وقال اللكنوي في الآثار المرفوعة (ص ٢١): صرح الفقهاء والمحدثون بأجمعهم في كتبهم بأنه تحرم رواية الموضوع وذكره ونقله والعمل بما فاده مع اعتقاد ثبوته إلا مع التنبيه على أنه موضوع، ويحرم التساهل فيه سواء كان في الأحكام والقصص أو الترغيب والترهيب أو غير ذلك، ويحرم التقليد في ذكره ونقله إلا مقرونا ببيان وضعه بخلاف الحديث الضعيف، فإنه إن كان في غير الأحكام يتساهل فيه ويقبل بشروط عديدة، انتهى. وقال اللكنوي (ص ١٢٢): والحكم في هذين القسمين أن نفس أداء تلك الصلوات المخصوصة بتراكيب مختصة لا يضر ولا يمنع عنه، ما لم تشتمل تلك الكيفية على أمر يمنع عنه الشرع ويزجر عنه، فإن وجدت كيفية تخالف الشريعة فلا رخصة في أدائها لأحد من أرباب المشيخة زعما منهم أن هذا ثابت في الطريقة وإن خالف الشريعة لما ذكرنا سابقا أن الطريقة ليست مباينة للشريعة، انتهى.

وقال النووي في شرح مسلم (١/٧١): يحرم رواية الحديث الموضوع على من عرف كونه موضوعا أو غلب على ظنه وضعه، فمن روى حديثا علم أو ظن وضعه ولم يبين حال روايته وضعه، فهو داخل في هذا الوعيد مندرج في جملة الكاذبين على رسول الله صلى الله عليه وسلم، انتهى. وقال ابن الصلاح في المقدمة (ص ٩٩): والواضعون للحديث أصناف، وأعظمهم ضررا قوم من المنسوبين إلى الزهد، وضعوا الحديث احتسابا فيما زعموا، فتقبل الناس موضوعاتهم ثقة منهم بهم وركونا إليهم، ثم نهضت جهابذة الحديث بكشف عوارها ومحو عارها، انتهى.

والله سبحانه أعلم بالصواب

وحرره يوسف شبير أحمد البريطاني عفا الله عنه

١٩ ذو القعدة ١٤٤٤

وصوبه المفتي شبير أحمد والمفتي محمد طاهر حفظهما الله تعالى